For in Christ all the fullness of the Deity lives in bodily form
Colossians 2:9

PERFECT MAN
OR
GOD INCARNATE

The Irrefutable Evidence for Jesus Christ as God Incarnate
from the Vantage Points of Certified Islamic Books

By

The Late Rev.Maulavi Sultan Muhammad Khan Paul

مستند اسلامی کتب کی رو سے سیدنا عیسیٰ مسیح کے مظہرِ اللہ
ہونے کا لاجواب ثبوت

انسانِ کامل

یا

مظہرِ خدا

مصنفہ

رئیس المناظرین پادری حاجی مولوی سلطان محمد خان پال افغان
فاضل عربی

The Late Rev.Maulavi Sultan Muhammad Khan Paul
Arabic Professor, Forman Christian College Lahore

1925

www.muhammadanism.org
(Urdu)
Oct.8.2004

اِنسانِ کامل

یا

مظہرِ خدا

کیونکہ الوہیت کی ساری معموری اسیمیں مجسم ہو کر سکونت کرتی ہے

(کلسیوں ۲: ۹)

تمہید

موجودات کے عمیق در عمیق اورپیچیدہ مسائل پر جس نے بنظر معاون اور تحقیق غور کیا ہے وہ جانتاہے کہ فقط وجود ہی ایک ایسی الم واثمل شے ہے جو کہ موجودات کے ہر بکھرے ہوئے ذرے کو ایک ہی مسلک میں منسلک کرتی ہے خواہ وہ مادی ہو یا مجرد خالق ہو یا مخلوق ۔ سب پر اس کا اطلاق ہوتاہے اور سب کو اپنے زاویہ عاطفت میں جگہ دیتاہے ۔ کوئی چیز چیز نہیں ہوسکتی۔ جب تک کہ اس کے مائدہ فیض کے فیضاب نہ ہو۔

واجب الممکن

تو وجود کا اطلاق سب پر ہوتاہے ۔ لیکن سب پر یکساں اور مساوی طور پر نہیں ہوتا۔ واجب الوجود (خدا) پر بھی یہ شامل ہے۔ اور ممکن الوجود (مخلوق) پر بھی۔ مگر واجب الوجود پر اس کا اطلاق برسبیل اولیت واؤلویت ذاتی اور حقیقی ہوتاہے۔ اور ممکن الموجود پر برسبیل عرض ومجاذ ومستعار ہوتاہے۔ پس جو واجب الوجود ہے وہ اپنی ذات صفات اور افعال میں کسی غیر کا محتاج اور دست نگر نہیں۔وہ مبدء فیاض ہے جوسب کو اپنے وجود یا جود سے فیض پہنچاتاہے۔ اور کتم عدم سے حیزوجودمیں لاتاہے جس کو ہم خدا اور باپ کہکر پکارتے ہیں ۔

واسطہ

اور جو ممکن الوجود ہے وہ اپنی ذات وصفات میں وجود اور عدم میں واجب الوجود یعنی خدا کا محتاج اور متفتقر ہے جس کو ہم حادث مخلوق ، فاي وغیرہ ناموں سے نامزد کرتے ہیں ۔ پس موجودات کی دو جانب میں یعنی اعلیٰ یاواجب اوراصفل یا حادث جو نہ تو جمع ہوسکتے ہیں اور نہ مرتفع ہوسکتے ہیں۔ جیسا کہ شان متضاوین سے ظاہر ہے۔ اس عمیق اور ناپیدا کنار غار کے بھرنے کے لئے جو واجب اور ممکن کے درمیان واقع ہے ۔ ایک ایسے واسطہ اور درمیانی یعنی برزخ کی ضرورت ہے۔ جسمیں دونوں باتیں ہوں تاکہ واجب اور ممکن میں ربط پیدا کرے۔ ورنہ کہنے والاکہہ سکتاہے کہ موجودات کی لڑی میں کوئی ترتیب اور قاعدہ ونظام نہیں ہے۔

واسطہ ما بین الواجب و ممکن کی نسبت عقائد

اس مسئلہ کی نسبت کہ آیا واجب اور ممکن واسطہ کی ضرورت ہے یا نہیں؟ تین فریق ہیں۔ اور ہر ایک کے جدا خیالات ہیں:

۱۔ اول ہمہ واستی یا وحدۃ الوجود کے معتقدین کے نزدیک واسطہ فیما بین الواجب و ممکن کی مطلق ضرورت نہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک دوئی ہے ہی نہیں۔ جب دوئی نہیں تو واسطہ نہیں کیونکہ واسطہ تو دو چیزوں کے درمیان ہوتا ہے۔ ان کا تو ترانہ ہے کہ

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ۔ خود رند صبوح کش
خود بسر آن کوزہ خریدار برآمد۔ بشکست و رواں شد

۲۔ دوم وہ لوگ جو واسطہ تو مانتے ہیں۔ لیکن ان کا ماننا نہ ماننے کے برابر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عالم مظاہر ذات و صفات الہیٰ ہے۔ **عالم ہمہ مراتِ جمال ازلیست**۔ جو تعلق اور واسطہ ظاہر کو مظہر کے ساتھ ہے وہی واسطہ واجب اور ممکن میں بھی ہے۔ اور اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ذاتِ مخلوقات جو کسی صفت مثلاً وجود، علم، قدرت وغیرہ کے ساتھ موصوف ہوتی ہے۔ تو اس اتصاف میں ذات و صفات باری (خدا) واسطہ ہے۔ اور مخلوقات اپنی صفات کے ساتھ ذی واسطہ ہیں اور اس واسطہ کی تین صورتیں ہیں۔

الف۔ واسطہ العروض۔ کسی صفت کے ساتھ حقیقتاً وبالذات واسطہ ہی متصف ہو۔ اور ذی واسطہ میں وہ صفت مطلقاً نہ ہو۔ مگر چونکہ واسطہ اور ذی واسطہ میں ایک طرح کا تعلق اور تلبس ہے۔ اس بنا پر ذی واسطہ کی طرف بھی اس حقیقت کی نسبت کرسکتے ہیں مثلاً ریل گاڑی کے بیٹھنے والے حقیقت میں متحرک نہیں ہیں۔ بلکہ گاڑی متحرک ہے۔ لیکن ایک خاص قسم کی مناسبت کے لحاظ سے ہم ریل گاڑی کے بیٹھنے والوں کو بھی متحرک کہہ سکتے ہیں۔

ب۔ واسطہ فی الاثبات۔ کوئی صفت ذی واسطہ میں موجود ہو اور واسطہ میں صلاموجود نہ ہو۔ بلکہ ذی واسطہ کے موصوف کردیتے ہیں۔ سقیر محض ہو۔ مثلاً رنگریز واسطہ ہے۔ لیکن صفت رنگینی ذی واسطہ یعنی کپڑے میں پائی جاتی ہے۔ اور خود رنگریز میں مطلق یہ صفت موجود نہیں ہوتی ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو کلاً یا جزاً رنگین کردے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ جو صفت مستقل طور سے ذی واسطہ یعنی کپڑے میں موجود ہے۔ وہ بعینہ واسطہ یعنی نگریز میں موجود نہیں ہے۔ اور اگر مستقل طور سے ایسی ہی صفت اس میں بھی پائی جائے تو اس کا ثبوت مستقل دلیل سے ہوگا۔ کپڑے کی اس کی مستلزم اور دلیل نہیں ہوسکتی ہے۔

ج۔ واسطہ فی الثبوت۔ وہ صفت واسطہ اور ذی واسطہ دونوں میں حقیقتاً موجود ہو لیکن واسطہ میں بطور علت اور ذی واسطہ میں بطور معلول ہو۔ مثلاً لکھتے وقت قلم کی حرکت ہاتھ کی حرکت سے پیدا ہوتی ہے۔ پس ہاتھ حرکت میں واسطہ اور قلم

ذی واسطہ ہے حرکت دونوں کے ساتھ قائم ہے۔ لیکن ہاتھ کی حرکت علتِ ہے۔
اور قلم کی حرکت معلول۔

وسائط ثلاثہ کی تشریح اور تفصیل سے آپ خود معلوم کرسکتے ہیں ۔ کہ خدا کا
واسطہ ہونا عالم کی ذات وصفات میں بمعنی فی العروض وفی الثبو ممکن نہیں۔ اس
لئے کہ واسطہ العروض سے لازم آتاہے۔ کہ مخلوقات میں جتنی صفات ہیں۔ حقیقتہً
خدا ہی کی صفات ہیں۔ اور مخلوقات کی طرف ان کی نسبت محض مجازی ہے۔ اس
کے ماننے میں یہ قباحت ہے۔ کہ مخلوقات میں اکثر صفات ذمیمہ واد صاف دنیہ
ایسی ہیں۔ جن کی نسبت خدا کی ذات کی طرف کرنا سراسر کفر اور گستاخی
ہے۔واسطہ فی الثبوت ہونا اس لئے غلط ہے کہ اوّل تو اس میں وہی قباحت پائی
جاتی ہے جس کی تردید ابھی ہم کرچکے ہیں اور دوسری خرابی یہ لازم آتی ہے کہ
معلول کا تخلف علت سے جومحال ہے ماننا پڑے گا ۔ اس کی توضیح یوں ہے کہ
صفات باری قدیم ہیں۔ پس اگر یہ صفات مخلوقات کی صفات کی علت ہیں تو لازم
ہے کہ مخلوقات کی صفات بھی قدیم ہوں۔ اور یہ مقلاً اور نقلاً باطل ہے پس واسطہ فی
الاثبات میں کسی قدر گنجائش ہے۔ یعنی باری تعالیٰ اپنی قدرت اور ارادہ سے اپنی
مخلوق کو جو صفت چاہتاہے ۔ عطا فرماتاہے ۔ اورخود ان صفات سے مبرہ ومنزہ
ہے۔ خدا کی صفات کو مخلوق کی صفات سے بجزمشار کتِ لفظی اور کوئی مناسبت
مشابہت نہیں ہے۔ اس صورت میں واسطہ کے یہ معنی ہوئے کہ جس طرح مصنوع
اپنے صانع کے وجود پر اور مکتوب اپنے کاتب کے وجود پر دلالت کرتاہے ۔ بعینہ
عالم اپنے خالق کے وجود پر دلالت کرتاہے۔ اس قسم کے واسطہ کو اصلاح میں مظہر
ناقص کہتے ہیں ۔ اور یہ مفید مطلب نہیں۔ کیونکہ مطلب تو یہ ہے کہ واجب
اور امکان کے درمیان کوئی ایسا واسطہ ہو جو دونوں کو ملائے ۔ نہ یہ کہ خالق کے وجود
کو ثابت کرے ۔ کیونکہ ہم تو اس کو مان چکے ہیں۔

۳۔ دم وہ فریق ہے جو واجب اور ممکن کے درمیان کے ایسے واسطہ کے
قائل ہیں۔ جس میں وجوب اور امکان دونوں صفتیں موجود ہوں تاکہ واجب اور
ممکن میں ربط پیدا کرسکے ۔ اس واسطہ کو وہ اپنی اصطلاح میں انسان کامل، برزخ
کبریٰ، اور مظہر جامع اور اتم کہتے ہیں چنانچہ مولانا جامی علیہ الرحمتہ خصوص الحکم کی
شرح میں یوں لکھتے ہیں کہ:

لمہ اعلمہ ان شیخ الکبیر رضی اللہ تعالی عنہ اور رحی کتاب الفکوک ان الانسان
الکامل الحقیقی ھو برزخ بین الرجوب ولامکان والمراۃ الجامعتہ بین صفات القدمہ واحکامہ
وبین صفات الحدثان وھو واسطۃ بین الحق والحق وبہ ومن مراتہ ایصل فنیض الحق
والمددالذی ھو سبب لقاء ماسری الحق الی العالمہ کلہ علو اور سفلاًوالالہ من حیث برفیتہً
التی ینتقا ائراطرین لمہ یقبل شئی من العالم المدرا العی الرحد فی العدم المناسبۃ الارتباط
ولمہ یصلی الیہ انتھی کلامہ۔

ترجمہ " پس جانو کہ شیخ الکبیر " اکتاب الفلوک" میں لکھتے ہیں کہ حقیقی
انسان کامل وہ ہے جو وجوب اور امکان میں برزخ ہو۔ اور صفات قدیمہ اور حادثہ کا
آئینہ ہو۔ یہی حق اور خلق کے درمیان واسطہ ہے۔ اسی لئے اور اسی کے آئینہ سے خدا

کا فیض تمام مخلوقات کو علوی یا سفلی ہو پہنچتا ہے۔ اور یہی بجز ذات حق کے تمام مخلوقات کی بقا کا سبب ہے۔ اگر یہ برزخ جو وجوب اور امکان کا مغائر نہیں ہے نہ ہوتا۔ تو دنیا کو خدا کی مدد حاصل نہ ہوتی۔ یہ سبب نہ ہونے مناسبت اور ارتباط کے (یہاں تک شیخ الکبیر کا کلام ختم ہوا)۔

مزید توضیح کے لئے ہم ایک اور مستند فلاسفر اور صوفی عبدالکریم جیلانی کی مشہور آفاق کتاب الانسان الکامل کے حصہ ودیم سے جس کا اردو ترجمہ مولوی ظہیر احمد سہوانی نے کیا ہے ایک اقتباس نقل کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔

پھر جاننا چاہیے کہ انسان کامل وہ ہے جو کہ اسماء ذاتیہ اور صفات الہیٰہ کا اصلی اور ملک کے طور پر متقضاء ذاتی کے حکم سے مستحق ہو۔ کیونکہ وہ ان عبارات کے ساتھ اپنی حقیقت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور ان اشارات کے ساتھ اپنے لطیفہ کی اشارہ کیا گیا ہے اس کے وجود میں سوائے انسان کامل کے کوئی مستند نہیں۔ پس اس کی مثال حق کے لئے ایسی ہے جیسے ایک آئینہ کہ اس میں کوئی شخص اپنی صورت بغیر اس آئینہ کے نہیں دیکھ سکتا ہے۔ ورنہ بغیر اللہ کے اسم کے اپنے نفس کی صورت دیکھنا اس کو غیر ممکن ہے۔ پس وہ اس کا آئینہ ہے اور انسان کامل بھی حق کا آئینہ (مظہر) ہے۔ کیونکہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے نفس پر یہ امر واجب کرلیا ہے۔ کہ اپنے اسماء وصفات کو بغیر انسان کامل کے نہیں دکھاتا ہے"(حصہ دوم صفحہ ۱۰۵-۱۰۶)۔

یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ موالید ثلثہ میں بجز نوع انسان کے اور کسی میں مظہر جامع ہونے کی قابلیت اور استعداد نہیں پائی جاتی اور خود انسان کے افراد میں ہر ایک فرد جیسا کہ بعض اور جاہل سمجھتے ہیں اس کا مستحق ہوسکتا ہے۔ بلکہ صرف وہی اسکے قابل ہوسکتا ہے جو کہ بنی نوع انسان میں کامل اور اکمل ہو۔ مثلاً آفتاب کی روشنی جتنی چیزیں اس کے مقابل اور روبرو ہوتی ہیں۔ ان سب پر چمکتی ہے۔ اور ہر ایک بقدر استعداد اور لطافت اس روشنی کو منعکس یعنی ظاہر کرتی ہے لیکن جس چمک دمک اور کمالیت کے ساتھ جرم شفاف مثلاً آئینہ اس کو منعکس اور ظاہر کرتا ہے۔ کوئی دوسری چیز اس طرح ظاہر نہیں کرسکتی ہے۔ پس آفتاب کی روشنی کا مظہر یا آئینہ جرم شفاف ہے۔ بعینہ اسی قانون کے موافق اگرچہ ہر فرد انسان میں اعلیٰ قدر مراتب استعداد کسی نہ کسی صفت الہیٰہ کی دھندلی جھلک پائی جاتی ہے لیکن سب اس کے مظہر نہیں ہوسکتے ہیں۔ بلکہ فقط وہی جو کہ کامل اور اکمل ہونیکے باوجود صرف انسان ہی نہ ہو۔ بلکہ واجب اور ممکن کا برزخ کبریٰ بھی ہو۔ جیسا کہ اوپر کے اقوال سے جو مسلمان اور مستند عالم وصوفی کے ہیں۔ ہم ثابت کرآئے ہیں۔

مسئلہ برزخیت ایک ایسا صحیح اور یقینی مسئلہ ہے جس سے کوئی عقلمند شخص انکار نہیں کرسکتا ہے۔ زمانہ حاضر کے نیچرل سائنسدان عالموں نے صحیح تجربات اور مشاہدات کی بنا پر نہ صرف اس مسئلہ کو درست تسلیم کیا ہے۔ بلکہ موجودات کے ہر طبقے کو دوسرے طبقہ کے ساتھ ربط دینے کے لئے لابدی مان کر ثابت بھی کیا ہے۔ مثلاً:

طبقہ جمادات و نباتات کا برزخ مونگا یعنی مرجان ہے۔ اس لئے کہ مرجان میں دونوں طبقوں کی صفات پائی جاتی ہیں۔ یعنی وہ جمادی بھی ہے اور نباتی بھی۔

طبقہ نباتات وحیوانات کا برزخ ایک قسم کا پودا ہے۔ جس کا نام انگریزی زبان میں سنڈیو(Sundeu) ہے۔ اس میں نباتاتی اور حیواناتی صفات ہو بہو موجود ہیں۔ بظاہر یہ ایک خوشنما چمکیلا پودا ہے۔ لیکن یہ کیڑے مکوڑوں کو اس خوبصورتی کے ساتھ شکار کرکے ہضم کرتا ہے۔ جس کو یہ دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے۔

حیوان مطلق اور حیوان ناالحق (انسا) کا برزخ جد بندر ہے جس میں دونوں صفات موجود ہیں۔ پس جبکہ موجودات کے ہر طبقہ کے سلسلے کا ملانے والا موجود ہے۔ تو کیا طبقہ ناسوت اور لاہوت کا برزخ نہ ہوگا ضرور ہے۔ جیسا کہ ابھی ہم بخوبی ثابت کر چکے ہیں۔

ایڈیٹر اشاعت اسلام برزخ اور کبریٰ

اب اس کا فیصلہ کرنا باقی ہے۔ کہ یہ انسان کامل برزخ کبریٰ اور مظہر جامع کون ہے ایڈیٹر اشاعت اسلام لاہور۔ اشاعت اسلام بابت ماہ اگست ۱۹۱۹ء کے پرچہ کے نسخہ ۳۴۴ کی آخری سطر میں لکھتے ہیں کہ حضرت محمد جو برزخ کامل ہستی جامع اور عالم کون کی آخری معراج ہے"۔

ناظرین کو یہ یقین کرلینا چاہیے کہ ایڈیٹر صاحب نہ تو برزخ کامل ، ہستی جامع " کی تعریف سے واقف ہیں۔ اور نہ اس فلسفیانہ بحث کے آشنا ہیں۔ کسی مولودخوان واعظ کے منہ سے سن کر یہاں لکھ دیا۔ ہاں یہ بہت ہی ممکن اور قرینِ قیاس ہے کہ ہمارے اس مضمون کو پڑھ کر ان کی آنکھیں کھل جائیں۔

بہر حال ہم ایڈیٹر صاحب کو یہ بتلاتے ہیں کہ ہم بحوالہ شرح خصوصی الحکم جامی اور الانسان الکامل کے یہ ثابت کرچکے ہیں۔ کہ برزخ کبریٰ اور انسان کامل اور مظہر جامع ۔ صرف وہی شخص ہوسکتاہے جو کہ کامل خدا اور کامل انسان ہو۔ صفات قدیمہ الہیٰہ اور صفات ممکنہ انسانیہ کے ساتھ متصف ہوچنانچہ شیخ الکبیر نے صاف لکھاہے کہ " ھو البرزخ بین الرجوب والامکات" جس کا حوالہ ہم دے چکے ہیں۔اور عبدالکریم جیلانی نے تو صاف صاف لکھاہے کہ " اسماء ذاتیہ اور صفات الہیٰہ کا اصلی اورملک کے طور پر مقتضاء ذاتی کے حکم سے مستحق ہو"۔

اب ہم ایڈیٹر صاحب اوران حضرات سے جو آنحضرت کو انسان کامل کی صورت میں پیش کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں ہیں کہ کیا آنحضرت میں آپ الوہیت ثابت کرسکتے ہیں ؟ آنحضرت نے توکھلے الفاظ میں فرمایا ہے کہ أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یعنی میں تمہاری طرح انسان ہوں"(سورہ الکھف آیت ۱۱۰)۔ پس جو شخص ہماری طرح انسان ہے۔وہ کسی صورت میں بھی برزخ نہیں ہوسکتاہے۔

ہم حددائی اور ایڈیٹر صاحب کے اس زعم باطل کی پردہ دزی کے لئے ایک فیصلہ کن معیار پیش کرتے ہیں ۔ جس پر رکھ کر ہم کامل اور ناقص کھرے اور کھوٹے میں فی الفور اور امتیاز اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کرسکتے ہیں۔ اور لطف تو یہ ہے کہ وہ معیار بھی ہمارا نہیں بلکہ مسلمانوں ہی کا ہے۔ اور ساتھ ہی ہم قدوائی

صاحب اور ایڈیٹر صاحب کو چیلنج دیتے ہیں ۔ کہ وہ اس معیار کے مطابق آنحضرت کو ازروئے قرآن شریف میں انسان کامل برزخ کبریٰ اور مظہر جامع ثابت کریں۔ " وہ معیار یہ ہے جیسا کہ علامئہ جامی شرح فصوص الحکم میں لکھتے ہیں ۔

" فان لہ ثلث نشاۃ نشاۃ الروحیہ نشاۃ عنصریۃ و نشاۃ مرائیتہ یعنی انسان کامل میں تین نشاتین ہیں۔ اوّل نشاۃ روحانی ۔ دوم نشاۃ عنصری ، سوم نشاۃ مراتی۔

کیا ایڈیٹر صاحب یا قدرانی صاحب یا کوئی اور صاحب یہ ثابت کرسکتے ہیں۔ کہ آنحضرت نے ان میں سے بجز نشاۃ عنصری کے کسی اور نشاۃ کا بھی دعویٰ کیا ہے؟ نہیں اور مطلق نہیں۔

پس ہم نہیں سمجھ سکتے ہیں۔ کہ کس طرح یہ دعویٰ کیا جاتاہے کہ حضرت محمد " برزخ جامع اور ہستی کامل یا انسان کامل " ہیں۔

برعکس اس کے ہم ڈنکے کی چوٹ پر اور للکار کر یہ کہتے اور یہ ثابت کرتے ہیں کہ صرف ربنا المسیح ۔ انسان کامل ۔ بررخ کبریٰ اور مظہر جامع ہیں۔ اور بس ۔

انسان کامل میں وجوب امکان کا ہونا ضروری ہے

ہم حتمی اور قطعی دلائل سے یہ ثابت کرچکے ہیں کہ واحب اور ممکن کے درمیان جو واسطہ ہے۔ اسی واسطہ کو انسان کامل کہتی ہیں۔ اور انسان کامل میں وجوب اور امکان کا ہونا لازمی امر ہے۔ یعنی انسان بھی ہو اور خدا بھی۔ اور جو خدا بھی ہے اور انسان بھی۔ وہی برزخ کبریٰ اور مظہرِ جامع ہے۔ یہ سب باتیں ربنا المسیح میں انسب اور اکمل طور پر موجود ہیں یہ صرف ہمارا دعوے ہی دعوے نہیں ہے۔ بلکہ انجیل مقدس کی حقیقی بنیاد اور مقصد اعلیٰ ہے پس سنئیے۔

۱ ۔میں اور باپ ایک ہیں "(یوحنا ۱۰ : ۳۰)۔

۲۔ " میرا یقین کرو کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ہے"(یوحنا ۱۴ : ۱۱)۔

۳۔ " ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا ۔ اور کلام خدا تھا (یوحنا ۱ : ۱)۔

۴۔وہ خدا کی اندیکھی صورت اور تمام مخلوقات سے پہلے مولود ہے"(کلسیوں ۱ : ۱۵)۔

۵ ۔ کیونکہ الوہیت کی ساری معموری اس میں مجسم ہو کر سکونت کرتی ہے(کلسیوں ۲ : ۹)۔

کیا ایڈیٹر صاحب بھی قرآن شریف سے کم ازکم ایک آیت اس قسم کی آنحضرت کی بابت پیش کرسکتے ہیں ۔ جس سے ان کی برزخیت اور مظہریت یا کاملیت ثابت ہو؟؟؟

اب آئیے کہ ہم اس کا بھی فیصلہ کریں۔ کہ سیدنا مسیح نے ان نشانات ثلثے کا جن کا ذکر ابھی ہم نے بطور معیار کے کیا ہے۔ دعویٰ کیا ہے یا نہیں ؟ کیا ہے۔ اور کھلے الفاظ میں کیا ہے۔ چنانچہ ہم نمبردار ہر ایک نشاۃ کے مقابل میں ربنا المسیح کا دعویٰ لکھتے ہیں سنئے :

۱ ۔ نشاۃ روحیہ "راہ، حق اور زندگی میں ہوں "(یوحنا ۱۴ : ۶)۔

قرآن شریف نے بھی ربنا المسیح کی نشاۃ روحیہ کا اقرار کیا ہے " وکلمۃ القا ھاالیٰ مریمہ وروح منہ"۔

۲۔ نشاۃ عنصریہ" لوگ ابن آدم کو کیا کہتے ہیں"(یوحنا ۱۴ : ٦)۔

۳۔ نشاۃ مرایتہً جس نے مجھے دیکھا۔اس نے باپ کو دیکھا"(یوحنا ۱۴ : ۹)۔

یعنی ربنا المسیح خدا کا آئینہ اور مظہر ہیں جس طرح کہ آئینہ میں کسی کی صورت ظاہر ہوتی ہے اسی طرح مسیح میں خدا ظاہر ہوتا ہے۔ جس طرح کے مثال ذی مثال کی مظہر وموجوب وضوح ہوتی ہے۔ بعینہ مظہر ذی مظہر کے کمالات وصفات کا آئینہ اور موجب وضوح ہوتا ہے۔ جس کے دیکھنے سے خدا معہ اپنی صفات جمالی وجلالی وتمام محاسن کے دکھائی دیتاہے جس کی تجلی اور دیدار سے تمام شکوک وشبہات کے جس وخاشاک بھسم ہوکر انسان حق اور یقین کے درجہ تک پہنچ جاتاہے۔

یہ ہے مظہر جامع کی تعریف جس سے ایڈیٹر صاحب محض ناواقف معلوم ہوتے ہیں۔

پس ربنا المسیح کی مظہریت، برزعیت اور کاملیت سے انکار کرنا خدا کے وجود سے انکار کرنے کے برابر ہے۔ کیونکہ خدا کا وجود بغیر مظہر جامع کے کماحقہ ثابت نہیں ہوسکتا ہے۔ اور مظہر جامع اور برزخ کبریٰ۔ بجز ربنا المسیح کے اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ لہذا مسیح کا انکار کرنا خدا کا انکار کرنا ہے۔

ممکن ہے کہ کوئی بے خبر شخص جواس فن شریف سے محض ناواقف ہو یا کوئی لاابالی قادیانی یا کوئی اوران کا بھائی ہمارے اس دعویٰ پر کہ خدا کا وجود بغیر مظہر جامع کے کماحقہ ثابت نہیں ہوسکتاہے۔ اعتراض کرے۔ اس لئے ہم بطور دخل مقدر اسکے دلائل بھی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

مجھ کو یقین ہے کہ دنیا میں کوئی بھی ایسا شخص نہ ہوگا۔ جس نے آنکھ رکھتے ہوئے روشنی نہ دیکھی ہو یا کان رکھتے ہوئے آواز نہ سنی ہو یا ناک رکھتے ہوئے بُو نہ سونگھی ہو۔

روشنی کیا ہے؟ ایتھر یعنی ایثر کے تموج اور جنبش کا نام ہے۔ اگر ایتھر کے لطیف ذرات ہمارے درمیان حائل نہ ہوں۔ توروشنی کوئی چیز نہ ہوگی۔ پس روشنی کےوجود کا انحصار ایتھر پر ہے چونکہ ایتھر ہی اس کا مظہر ہے اس لئے اس کی ہستی سے وہ ہست اور اس کی نیستی سے وہ نیست ہوئی۔

اسی طرح اگر ہوا ہمارے درمیان موجود نہ ہو توآواز اور بُو بھی موجود نہ ہوگی۔ کیونکہ ان کا مظہر ہوا ہے۔ پس اس کی ہستی سے وہ ہست اور اس کے فقدان سے وہ مفقود ہوگی۔

مظہر خدا پر قرآن کی شہادت

پس اگر ہم فطرت کے اس قانون سے یہ نتیجہ نکالیں کہ خدا کا وجود بھی بغیر مظہر کے ثابت نہیں ہوسکتا ہے۔ توہم حق بجانب ہونگے۔ اورہمارا یہ نتیجہ بالکل صحیح اور درست ہوگا اور بالفرض محال اگر ثابت بھی ہوجائے۔ تو اس صورت

میں خدا کا وجود اس بتی کی طرح ہوگا۔ جس پر کوئی شیشے کا خول نہ ہو اور چراغ سحری کی طرح ٹمٹمائی ہو۔ قرآن شریف نے خدا کے لئے مظہر کی ضرورت کو ایک ایسی بے مثل مثال سے ثابت کیا ہے۔ جس کو ہم یہاں نقل کئے بغیر رہ نہیں سکتے ہیں وہ یہ ہے۔

اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونِةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُّورٌ عَلَى نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ.

ترجمہ:" اللہ زمین وآسمان کا نور ہے۔ مثل نور اس کے جیسی ایک طاق جس میں چراغ ہو اور چراغ شیشہ میں دھرا ہو۔ اور شیشہ چمکتا ہوا تارے کی طرح ہو مبارک زیتون کا تیل اس میں جلتا ہو۔ جو نہ شرقی اور نہ غربی۔ قریب سے اسکا تیل بغیر آگ کے سلگ اٹھے۔ نور پر نور۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت کرتا ہے ۔ خدا لوگوں کے سامنے مثال پیش کرتا ہے۔ اور سب کچھ جانتا ہے۔(سورۃ نور آیت ۳۵)۔

آپ اپنے گھر میں بیٹھے بیٹھے اس کا تجربہ کرسکتے ہیں۔ جس وقت آپ اپنے لیمپ کو روشن کریں۔ اس پر چمنی نہ رکھے تب تک آپ دیکھینگے کہ روشنی کیسی دھیمی اور بُری طرح سے جلتی ہے۔ لیکن جس وقت آپ اس پر چمنی رکھینگے "۔ تو فی الفور روشنی دس گنی سے بھی زیادہ تیز اور باقاعدہ ہوجائیگی۔ یہی تعلق ہے خدا کو خدا کے مظہر کے ساتھ۔ مظہر جس قدر کامل جامع اور پاک صاف ہوگا۔ خدا اسی قدر آب وتاب کے ساتھ ظاہر ہوگا۔

قرآن شریف کی آیت مذکور میں نور خدا کی ذات سے مراد ہے۔ اور نہ جاجہ یعنی شیشہ کے خول سے اس کا مظہر مراد ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ خدا کو آنحضرت نے کس صورت پر ظاہر کیا اور ربنا المسیح نے کس صورت میں؟

قطع نظر اس تاریخی حقیقت سے کہ آنحضرت نے الہیات کی نسبت جو کچھ بھی سیکھا ۔ وہ یہودیوں اور عیسایئوں کے مدرسہ میں بیٹھ کر سیکھا۔ تو بھی آنحضرت نے خدا کو جس صورت میں ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ اگر ہم اس کا حلیہ بیان کرنا چاہیں تو ان الفاظ میں بیان کرسکتے ہیں :

اہل اسلام کا خدا

خدا واحد مطلق ہے جس کا وجود ازروئے عقل محال ہے ۔ وہ عرش معلیٰ کے تخت پر جلوس فرما ہے۔ جہاں سے فرمان نافذ کرتا ہے ۔ اور اپنے اومرا اور نواہی کو بزور شمشیر منواتا ہے۔ وہ قہار ہے ۔ جس کے قہر وغضب سے اس کی رحمت اور شفقت کوسوں دور بھاگتی ہیں۔ وہ انتقام لینے میں اس قدر سخت اور سنگین ہے۔ کہ اس نے کل انسانوں کو بغیر کسی استثنا کے ایک بار جہنم میں داخل کرنے کو اپنی ذات پر فرض ٹھہرایا ہے۔ خود اسی نے دنیا کے ادیان میں ارادۃً اختلاف ڈال دیا

ہے۔ تاکہ سب کو جہنم کا ایندھن بنائے ۔ وہ اپنے بندوں کی روحانی ہلاکت مصائب وتکالیف سے اگرچہ خوش نہیں ہوتا تاہم اس کی پرواہ بھی نہیں کرتاہے۔ خود اس کو انسان سے کسی قسم کی ہمدردی نہیں۔ اس کو اپنے قانون اور سخن کا پاس اور لحاظ نہیں۔ جب چاہتا ہے ۔ منسوخ کرتاہے۔ یا بھلا دیتا ہے ۔ پھر اس کے برابر یااس سے بڑھ کر اور قانون اجرا کرتاہے۔ اس طرح گاہے ترمیم کرتاہے۔ اور گاہے تبدیل ۔

مسیحیوں کا خدا

اس کے بالمقابل ربنا المسیح نے خدا کو جس صورت میں ہم پر ظاہر کیاہے۔ اس کا خاکہ یہ ہے:

خدا واحد ومطلق نہیں جس کا وجود ازروئے عقل ثابت نہ ہوسکے بلکہ اس میں تین اقانیم ہیں۔ جوباپ بیٹے اور روح القدس کے ناموں سے پکارے جاتے ہیں۔ لیکن تین خدا نہیں۔ بلکہ ایک ہی خدا ہے۔ وہ صاحب اقتدار اور بڑی طاقت والاہے۔ وہ بالکل مقدس مبارک ، عادل، اوررحم الراحمین ہے۔ وہ بدترین انسان کا رہبر مددگار ہے۔ محافظ اور مربی ہے۔ اس بزرگ اور برتر قادر مطلق خدا کو انسان کےساتھ پوری اور یقینی ہمدردی ہے۔ وہ ہر گز یہ نہیں چاہتاہے کہ کسی انسان کی روح ہلاک ہو۔ بلکہ یہ چاہتاہے کہ سب کے سب ایمان لاکر حیات ابدی وسرورمدی میں داخل ہوں خدا کامل محبت ہے وہ گنہگار سے گنہگارانسان کو جس کا نامہ اعمال بالکل سیاہ ہوچکا ہے پیار کرتاہے۔ وہ انسان کے ساتھ باپ اوربیٹے کا رشتہ قائم کرتاہے۔ وہ انسان کو اس کے روحانی رنج والم ، مصیب وتکلیف میں نہ صرف تسلی واطمینان دیتاہے۔ بلکہ خود حصہ لے کر انسان کے اندر ایک نئی زندگی کی روح پھونکتاہے۔ وہ انسانی لباس میں آکرہمارے ساتھ رشتہ اتحاد قائم کرتاہے۔ وہ عالم بالا سے انسان کے پاس بطور یارومددگار کے آتاہے۔ اورانسان کو شرف اور عزت عطا کرکے عالم بالا تک پہنچاتاہے۔ وہ گنہگار پر ناراض توہوتاہے لیکن اس کا غصہ اس کی شفقت اور رحمت کو ٹھنڈا نہیں کرسکتا ہے۔ وہ ہر جگہ حاضر وناضر ہے۔ زمین آسمان اور کل کائنات اس کا تخت ہے۔ وہ ہماری ساری حاجتوں کو پورا کرتاہے۔ وہ ان کو جو غم ورنج اور دکھ اور درد کے بھاری بوجھ سے دبے ہوئے ہیں۔ اپنے پاس بلاتاہے ۔ وہ کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈتا ہے ۔ وہ مسیح کی صورت میں ہمارے پاس آکر بیماروں، لنگڑوں، لولوں، کوڑھیوں اوراندھوں کو شفا دیتاہے ۔ مردوں کو زندہ کرتاہے بھوکوں کو کھانا کھلاتاہے ۔

اس کے قانون اٹل ہیں۔ اس کے قانون کا ایک لفظ اورایک شوشہ بھی نہیں بدل سکتا ۔ وہ انسان کو روحانی آزادی دے کر اس کے قویٰ کو ظاہر اور منکشف کرتاہے۔ وہ اپنے فرزندوں کوآسمان کی بادشاہت میں داخل کرتاہے۔ جہاں روحانی سرور اور شادمانی حاصل ہوتی ہے ۔

اس کی وجہ ہم ایک مثال کے ذریعہ سے بتلاتے ہیں وہ یہ ہے کہ :

ایک شاہزادہ تھا جو اپنا باز ہاتھ پر بٹھا کر شکار کو روانہ ہوا۔ باز شہزادے کے ہاتھ سے اڑ کر ایک بڑھیا عورت کی دیوار پر جا بیٹھا۔ بڑھیا گھر میں گوشت

صاف کر رہی تھی باز گوشت کو دیکھ کر بڑھیا کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ بڑھیا نے باز کو پکڑ کر اس کے پاؤں میں جو خوبصورت ار تشیمی قیطان میں سونے کے چھوٹے چھوٹے گھنگرو لٹکے ہوئے تھے قینچی سے کاٹ کر کہنے لگی ۔ کہ افسوس ! تو کس بے رحم شخص کے ہاتھ میں پڑا تھا۔ جس نے تجھ کو بیڑیاں پہنا کر قید میں رکھا تھا۔ اس کے لمبے لمبے ناخون کو دیکھ کر آہ بھر کے کہنے لگی۔ کہ تو کس ظالم کے پالے پڑا تھا کہ جس نے تیرے ناخن تک نہیں کاٹے۔ یہ کہکر اس کے ناخنوں کو بھی اس نے کاٹ دیا۔ اس کی چونچ کو دیکھ کر کہنے لگی کہ تیری چونچ اس قدر لمبی اور ٹیڑھی ہو رہی ہے تجھ کو کھانے میں سخت تکلیف ہوتی ہوگی۔ یہ کہکر اس کی چونچ کا بھی صفایا کر دیا۔ غرضیکہ اسی طرح یکے بعد دیگرے اس کے لمبے لمبے پروں اور اس کی دم کو نوچ گھسوٹ کے اس بیچارے باز کو گوشت کا لوتھڑا بنا کر چھوڑ دیا۔ اور کہنے لگی کہ اب تو بہت ہی خوبصورت ہے۔ معلوم ہونے لگا ہے۔

اس عورت نے جو کچھ اس باز کے ساتھ کیا بدانست خود اچھا کیا ۔ لیکن حقیقت میں اچھی نہیں کیا۔ کیونکہ جتنی چیزیں باز کے لئے ضروری و باعثِ زینت تھیں ۔ ان سب کو اس نے برباد کیا۔ اور باز کو ردی حالت میں مسخ کر کے چھوڑ دیا۔ بعینہ آنحضرت نے یہودی ، اور عیسائی تعلیم کے ساتھ سلوک کیا۔ کہیں سے چونچ اور کہیں سے دُم کاٹ کاٹ کر سب کو برابر کر دیا۔ جتنی باتیں خدا کے لئے باعثِ کمال و تحسین تھیں۔ سب کو علیحدہ کر کے خدا کو اس صورت میں ظاہر کیا۔ جس کا حلیہ ابھی ہم لکھتے آئے ہیں۔ فقط۔ **سلطان ۔**

صدق الله العظيم